118686-کیا حکمران کے کسی وقت کوئی حد معطل کرنی جائز ہے ؟

سوال

کیا کسی حکمران کے لیے کسی وقت کوئی حد معطل کرنی جائز ہے، جس طرح عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عام الرمادہ میں چوری کی حد ساقط کردی تھی ؟

پسندیدہ جواب

"مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالی کی فرض کردہ حدود قائم کریں، جس طرح امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ کے دوران شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

ان کا کہنا تھا :

"مجھے خدشہ ہے کہ لوگ ایک لمبا وقت گزرنے پر کہنے لگیں : ہم تو کتاب اللہ میں رجم نہیں پاتے؛ تو اللہ تعالی کا نازل کردہ فرض ترک کرنے کی وجہ سے وہ گمراہ ہوجائینگے "

چنانچہ انہوں نے بیان کیا کہ یہ ایک فریضہ ہے، اور بلاشک وشبہ یہ فرض ہی ہے، اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے :

.{اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو}.المآئدة (38).

اور ایک مقام پر فرمان باری تعالی ہے :

.{زانی عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو، ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہیے}.النور (2).

اور ایک مقام پر ارشاد ربانی کچھ اس طرح ہے :

{جو اللہ تعالی سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں، یا سولی چڑھا دیئے جائیں، یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ تو ان کی دنیوی ذلت اور خواری ہے} المائدۃ (33).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"تم سے پہلے اسی لیے ہلاک کر دیئے گئے کہ جب ان میں کوئی شرف و مرتبہ والا چوری کر لیتا تو اسے چھوڑ دیتے، اور جب ان میں سے کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے، اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ضرور ہاتھ کاٹ دیتا"

کسی بھی حالت میں ان حدود اللہ کو معطل کرنا جائز نہیں، اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے جو مروی ہے کہ انہوں نے قحط سالی اور بھوک کے سال حد ساقط کر دی تھی، تو یہ دو چیزوں کی محتاج ہے :

اول :

اس کا صحیح ثبوت ملنا : جو شخص اس کا دعوی کرتا ہے ہم اسے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسے صحیح سند کے ساتھ امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ تک ثابت کرے.

دوم :

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے شبہ قائم ہونے کی وجہ سے حد ختم کی تھی، کیونکہ لوگ قحط اور بھوک میں تھے، کیونکہ بعض اوقات انسان ضرورت کی بنا پر چیز لیتا ہے، نہ کہ اس سے سیر ہونے کے لیے بغیر ضرورت ہی.

اور یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں کے لیے کھانے پر مجبور اور بھوکے شخص کو کھانا کھلانا واجب ہے؛ تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ

کو خدشہ پیدا ہوا کہ ہو سکتا ہے اس چور کو کھانے کی ضرورت تھی اور اسے اس سے روک دیا گیا، تو اسے چوری کی فرصت ملی تو اس نے چوری کر لی، اور پھر اگر ان کی طرف یہ منسوب اثر صحیح ہو کہ انہوں نے عام المجاعۃ والے سال چوری کی حد ساقط یا ختم کی تھی تو یہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے لائق ہے.

رہا ہمارے آج کے دور کے حکمرانوں کا مسئلہ تو ان کے دین کے متعلق وثوق نہیں، یعنی ان میں سے اکثر کے دین کا بھروسہ اور وثوق نہیں کا جا سکتا، اور نہ ہی رعایا کے لیے نصیحت و خیر خواہی کا وثوق ہے.

اور اگر یہ دروازہ کھول دیا گیا تو یہ حکمران میری مراد بعض حکمران ہیں کہنے لگیں گے: اس دور میں حد جاری کرنا مناسب نہیں؛ کیونکہ ہمارے دشمن کفار ہم پر تہمت لگاتے ہیں کہ ہم بے وقوف اور بے کار اور وحشی ہیں.

اور ہم حقوق انسانی کا خیال کرنے سے ڈرتے ہیں جن کا دھیان رکھنا ضروری ہے؛ پھر وہ اس بہانے سے ساری حدیں ہی ختم کر دیگا، جیسا کہ افسوس کے ساتھ بہت سارے مسلمان ملکوں میں پایا جاتا ہے؛ کہ انہوں نے اللہ کے دشمنوں کا خیال کرتے ہوئے حدود اللہ کو معطل کر دیا ہے.

اسی لیے جب حدود معطل کر دی گئیں تو جرائم زیادہ ہو گئے، اور لوگ حتی کہ جن حکمرانوں نے اس مسئلہ میں کفار کی پیروی کی تھی وہ پریشان ہو گئے کہ اس طرح کے جرائم میں وہ کیا کریں" انتہی.

فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ.

دیکھیں: فتاوی علماء البلد الحرام (483–484).

اس کا بیان یہ ہے کہ:

چور پر چوری کی حد لگانے کی شروط میں شامل ہے کہ: چور کو مسروقہ مال میں کوئی شبہ نہ ہو، عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس لیے حد جاری نہیں کی تھی کیونکہ اس کے وجوب کی شروط متوفر نہ تھیں، اور جو شخص بھوک

اور قحط کے وقت چوری کرتا ہے اسے اس مال میں شبہ ہے تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے چور پر حد واجب ہونے کے بعد ساقط یا معطل نہیں کی تھی.

واللہ اعلم.